حفیظ تائب کی نعتیہ شاعری میں قرآنی موضوعات کا مطالعہ

A Study of Quranic Subjects in the Na'at Poetry of Hafeez Taib

*ڈاکٹر ارشد محمود آصف (ارشد معراج)

**زاہد ہمایوں

Abstract

The Holy Quran provides complete guidance to human being. The subjects of the Holy Quran are the universe and the human being. After the migration all the non-Muslim poets started revilement against Hazarat Muhammad ﷺ thus Na'at poets started defending of Prophet through Na`at poetry. But some poets in that time, used to narrate some imaginary things. That's why Quran also condemned them and on the other hand, Quran appreciates the poets who worshiped Allah it is also said in Quran that Allah and His Angles say Darood-o-Salam on Muhammad ﷺ Hafeez Taib has fulfilled this duty in Na`at while using Quranic subjects. Whatever subject the Holy Quran discusses it uses a unique style in suitable words. The Holy Quran invents a new version for repeated subjects that every word looks like a crystal itself, that's why Hafeez Taib used Quranic allusions, Quranic rhymes, Quranic similes, and Quranic metaphors and gave vast vision of Na`at subjects. He has also expanded of Na`at in stylistic features in the light of Quran. He has also done new experiment in the form of Na`at poetry by using the Quranic form of Surah-e-Kausar. He has given a great invention in Na`at. Poetry triplet "Kousaria" which is totally different from other triplets. Hafeez Taib has a great study of a Quran that is why we find the real soul of Quran in his Na`at. Just because of the Quranic subjects. We find a great level of knowledge and literature in his Na`at.

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد dr.arshad@iiu.edu.pk

** ریسرچ اسکالر، پی ایچ۔ڈی (اردو) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد zahidhamyoun333@gmail.com

Keywords: Allusions, Migration, Mefend, Revilement, against, Worshiped, Rhymes, Simile, Metaphor, Invention, Subjects, Riplet, Kousaria, Guidance, Suitable.

محققین اس بات پر متفق ہیں کہ نعت گوئی کی ابتدا عربی زبان میں ہوئی۔ حضرت اُم معبدؓ نے رحمت عالم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی ہجرت شریفہ کے وقت پہلا نعتیہ قصیدہ کہا تھا اور پھر ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ کے کفار شعرا کی حضرت محمد ﷺ کے خلاف دشنام طرازیوں کے جواب کے لیے نعت گو شعرا کا باقاعدہ دبستان قائم ہوا۔ اس دبستان کے روح رواں حسان بن ثابتؓ، کعب بن زہیرؓ اور عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔ یہ خوش نصیب شعرا تو آغوش رسالت ﷺ میں پرورش پانے والے تھے۔ انھوں نے تو اپنے اشعار کی آپ ﷺ سے خوب خراج عقیدت وصول کی۔

مگر عہد رسالت ﷺ میں بعض شعرا محض خیالی باتیں کرتے تھے گمراہی کا شکار تھے لوگوں کو بہکاتے تھے اور بے عملی کی طرف راغب تھے اسی لیے قرآن کریم میں ان کی مذمت کی گئی ہے قرآن کریم میں متعدد بار اس بات کو دہرایا گیا ہے کہ اللہ کے نبی شاعر نہیں۔ سورہ یٰسین میں صاف فرمایا کہ فن شعر نبی ﷺ کے شایان شان نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ -[1]

" اور نہیں سکھائی ہم نے نبی ﷺ کو شاعری، یہ ان کے شایان شان نہیں"

قرآن مجید ہر مرحلہ پر انسان کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید کے موضوعات کائنات اور انسان سے متعلق ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے بُری شاعری کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔ لیکن استثنائی صورت میں ان شعرا کا ذکر فرمایا جو ایمانؒ اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔ اُن کے متعلق قرآن مجید کی سورۃ الشعرا کی آیات مبارکہ ۲۲۴ تا ۲۲۷ میں اس طرح رہنمائی ملتی ہے:

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ - أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ - وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ - إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ -[2]

---

[1] سورۃ یٰسین ۳۶:۶۹

[2] سورۃ الشعراء ۲۶:۲۲۴

اور شعراکے پیچھے تو چلا کرتے ہیں بہکے ہوئے لوگ کیا نہیں دیکھتے تم کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور بلاشبہ وہ کہتے ہیں ایسی باتیں جو کرتے نہیں۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور کیے انھوں نے نیک عمل اور ذکر کیا اللہ کا کثرت سے اور بدلہ لیا انھوں نے اس کے بعد زیادتی کی گئی ان پر اور عنقریب معلوم ہو جائے گا ان لوگوں کو جنھوں نے زیادتی کی کس انجام سے وہ دوچار ہوتے ہیں۔

مزید یہ کہ قرآن مجید میں واضح طور پر حکم ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾[3]

بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے لوگو: جو ایمان لائے ہو درود بھیجو ان پر اور خوب سلام بھیجا کرو۔ نعت گو شعرا درود و سلام بھیجنے کا یہ سلسلہ اپنے نعتوں کے ذریعے بھی ادا کرتے ہیں۔ حفیظ تائب اپنی معروف سی حرفی ''زمزمہ درود'' میں اس قرآنی آیت کو موضوعِ سخن بنا کر آپ ﷺ کے حضور اس طرح درود پیش کرتے ہیں''۔

ے

مقصد کن فکاں ہیں آپ
قائدِ مرسلاں ہیں آپ
نیرِ لامکاں ہیں آپ
راہبرِ ہر زماں ہیں آپ
آپ کا شوقِ دل کوشاں
صلِ علیٰ نبینا
صل علیٰ محمد[4]

معاصر اردو نعتیہ شاعری کی روایت کے یہ عظیم نعت گو شاعر حفیظ تائب ۱۴ فروری ۱۹۳۱ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام عبدالحفیظ تھا۔ ان کے والد گرامی حاجی چراغ الدین قادری سہروردی ایک درویش صفت انسان تھے۔ پروفیسر محمد مقصود حسین شاد ''ذکرِ حفیظ تائب'' میں رقم طراز ہیں:

---

[3] سورۃ الاحزاب ۳۳:۵۶

[4] حفیظ تائب، وسلموا تسلیما، (القمر انٹرپرائزز، لاہور، مئی ۲۰۰۴ء) ص: ۶۲

''حفیظ تائب کے والد صاحب کی خواہش تھی کہ بیٹا سائنس پڑھ کر انجنیئر بنے مگر بیٹا جی نے دو سال مولانا ظفر علی خان کی ''بہارستان'' اور ''رحمت اللعالمین'' کے مطالعے میں صرف کر دیے۔ نتیجہ وہی نکلا جو نکلنا چاہیے تھے وہ ایف ایس سی کے امتحان میں فیل ہو گیا۔ چنانچہ اس نے تعلیم کو خیر باد کہہ کر محکمہ بجلی میں کلرکی کر لی۔''[5]

گویا کہ کچھ عرصہ تک ان کا تعلیمی سلسلہ منقطع رہا۔ پھر ۱۹۶۵ء میں ایف اے کیا۔ ۱۹۶۹ء میں بی اے کے بعد واپڈا میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۷۴ء میں ایم اے پنجابی کر کے اورینٹل کالج لاہور میں بہ طور لیکچرار تقرر ہوا۔ ان کی وفات ۱۳ جون ۲۰۰۰ء کو ہوئی۔ نعت گو شعرا کی کبھی کمی نہیں رہی مگر حفیظ تائب جیسا نعت گو پھر پیدا نہیں ہو سکا۔ اسی لیے ڈاکٹر تحسین فراقی لکھتے ہیں کہ :

"آج نعت گو شعرا کا ایک پورا کارواں تیار ہو چکا ہے اور اس کارواں کے سر خیل کا نام حفیظ تائب ہے جس کی پہچان ہی نعت رسول ﷺ بن گئی ہے اور ظاہر ہے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے۔" [6]

حفیظ تائب نے اپنے فن کا آغاز غزل گوئی سے کیا تھا مگر پھر بعد میں انھوں نے اپنی زندگی نعت کے لیے وقف کر دی اُن کے نعتیہ مجموعے درج ذیل ہیں۔

۱۔ صلو علیہ وآلہٖ ۱۹۷۸ء آدم جی ایوارڈ یافتہ

۲۔ وسلموا تسلیما ۱۹۹۰ء وزارت مذہبی امور کی طرف سے اول صدارتی ایوارڈ یافتہ۔

۳۔ وہی یٰسین وہی طٰہٰ ۱۹۹۸ء وزارت مذہبی امور کی طرف سے اول صدارتی ایوارڈ

۴۔ کوثریہ ۲۰۰۳ء وزارت مذہبی امور کی طرف سے اول صدارتی ایوارڈ یافتہ۔

۵۔ سک متراں دی (پنجابی مجموعہ نعت) ۱۹۷۸ء پاکستان رائٹرز گلڈ ایوارڈ

۶۔ لیکھ (پنجابی مجموعہ نعت) ۲۰۰۰ء پہلا مسعود کھدر پوش ایوارڈ

۷۔ مناقب (مجموعہ منقبت) ۲۰۰۰ء

۸۔ نسیب (غزلیات)

۹۔ تعبیر (قومی و ملی منظومات)[7]

---

[5] شاہ، مقصود حسین، پروفیسر، ذکر حفیظ تائب، (القمر انٹر پرائزز لاہور، ۲۰۰۷ء)، ص: ۱۶

[6] تحسین فراقی، ڈاکٹر، افادات (شعری مطالعات) (سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور دسمبر ۲۰۰۴ء)، ص: ۲۳۱

حفیظ تائب کے احوال و آثار سے پتا چلتا ہے کہ نعت گوئی سے ان کی وابستگی ان کی زندگی کا محور و مرکز بن جاتی ہے انھوں نے بڑے خلوص و عقیدت سے نعتیں کہی ہیں۔اپنی نعتوں میں موضوعاتی تنوّع پیدا کرنے کے لیے وہ قرآن مجید کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں۔قرآن حکیم سے اخذ و استنباط کی علمی، فکری اور تجرباتی جستجو چودہ سو صدیوں پر محیط ہے۔انسان کے نفسیاتی ارتقا کی تکمیل تک قرآن انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کا دعویدار ہے۔

قرآن مجید کے بنیادی موضوعات میں وہ تمام امور شامل ہیں۔جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس زندگی میں انسان کی حقیقی، روحانی اور اخلاقی کامیابی کا ضامن بنتے ہیں۔گویا کہ قرآن مجید انسان اور کائنات کے متعلق تمام موضوعات پر روشنی ڈالتا ہے۔اس کائنات میں افضل ترین ہستی حضرت محمد ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔قرآن مجید آپ ﷺ کے کردار،اخلاق اور اعمال کو نہ صرف بیان کرتا ہے بل کہ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو انسانوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حفیظ تائب آپ ﷺ کی مدحت بیان کرنے کے لیے قرآنی موضوعات سے استفادہ کرتے ہیں۔جس دور میں حفیظ تائب نے نعتیہ شاعری میں قرآنی موضوعات کو فروغ دیا وہ کسی لسانی جہاد سے کم نہیں تھا۔ انھوں نے غزل کا میدان ترک کر کے نعت کہنا شروع کی اور پھر نعت میں قرآنی موضوعات کا بھرپور پرچار کیا یہ صرف ان ہی کا فن تھا دراصل ۶۰ء اور ۷۰ء کی دھائی میں ہر نظریہ میں شدت پیدا ہوئی تھی۔

ادھر ۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ کے ساتھ ہی بے بسی، افسردگی، لاچارگی اور بے چینی کی لہر پیدا ہوئی امن و سکون، آزادی و خودمختاری اور روشن خیالی اندھیروں اور کھوکھلے دعووں کی نذر ہو گئی۔

اس دور میں متعینہ قدروں اور متعینہ ضابطوں سے بغاوت کی جانے لگی۔اس عہد میں جو شعر و ادب تخلیق کیا گیا اس میں تعدد، کثرت، تنوع، تضاد، افتراق اور انتشار کے پہلو نمایاں ہیں۔لامرکزیت اور افراتفری کی اس فضا میں قرآنی موضوعات، مذہبی روایات اور اخلاقی اقدار سے بغاوت کے رجحانات پنپ رہے تھے۔ ن۔م راشد کی نظمیں اسی دور کی پیداوار ہیں۔

---

[7] شاہ، مقصود حسین، پروفیسر، ذکر حفیظ تائب، ص ۲۰۔۲۲

ن۔م راشد جدید اردو نظم میں قابل قدر مقام رکھتے ہیں۔انھوں نے قدیم فنی سانچوں کے خلاف آواز بلند کی اور ہیئت و موضوع کے نت نئے تجربات کیے۔ مگران کے کلام میں خدا، مذہب، قرآن اور اس سے متعلق معیارات کی تحقیر اور مذمت جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ قرآنی موضوعات سے بے زار ذہنیت کے صرف دو منظوم اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

ؔ اسی مینار کے سائے کے تلے کچھ یاد بھی ہے
اپنے بے کار خدا کی مانند
اونگھتا ہے کسی تاریک نہاں خانے میں
ایک افلاس کا مارا ہوا ملائے حزیں
ایک عفریت اداس
(دریچے کے قریب)

ؔ خدا کا جنازہ لیے جا رہے ہیں فرشتے
اسی ساحرِ بے نشاں کا
جو مغرب کا آقا ہے، مشرق کا آقا نہیں ہے
(پہلی کرن)[8]

لامرکزیت، انتشار، مذہب بے زاری اور افراتفری کی یہ گونج اردو شاعری میں روز افزوں تھی۔ حفیظ تائب نے ۱۹۷۸ء میں اپنے نعتیہ مجموعے "صلو علیہ وآلہ" کے ذریعے اس نئے تخلیقی عہد میں موجود قرآنی موضوعات سے باغیانہ اور مذہب بیزار رویے کو شکست دی ہے۔انھوں نے قرآنی موضوعات کے مطابق سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنا معیار ٹھہرایا ہے۔وہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ:

ؔ زمانہ بدلے، بدل جائیں سب کی سب اقدار
رہے گا تو میرا معیار اے شہ ﷺ ابرار
سر نیاز مرا خم رہے گا تیرے حضور

[8] ساجد امجد، پروفیسر، ڈاکٹر، اردو شاعری پر برِ صغیر کے تہذیبی اثرات، (الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء)، ص: ۳۶۹

تمام دہر کے مختار اے شہ ﷺ ابرار[9]

آپ ﷺ کو معیارِ زندگی بنانا قرآنی موضوعات کو فروغ دینا ہے۔ قرآن مجید میں واضح لفظوں میں اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو ہماری زندگی کے لیے بہترین نمونہ ٹھہرایا ہے۔ اس طرح قرآنی موضوعات کے مطابق سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کو معیارِ زندگی ٹھہرا کر، حفیظ تائب نے نعتیہ شاعری میں متعینہ اقدار کی پاسداری کی ہے۔ گویا کہ حفیظ تائب نے نعتیہ شاعری میں روایت سے انقطاع نہیں کیا، بل کہ انھوں نے روایت سے انسلاک کرتے ہوئے قرآنی موضوعات کو مختلف حوالوں سے پیش کیا ہے۔ انھوں نے قرآنی لب و لہجے میں (سبحان اللہ) کی قرآنی ترکیب کو بہ طور ردیف کے اس طرح موضوعِ سخن بنایا ہے:

ے
نعت حضرت ﷺ مری پہچان ہے سبحان اللہ
یہی دنیا، یہی ایمان ہے سبحان اللہ
جس سے پہلے کسی تخلیق کا عنوان بھی نہ تھا
وہ مرے شعر کا عنوان ہے سبحان اللہ[10]

دراصل حفیظ تائب کو حضرت محمد ﷺ سے حقیقی عشق تھا۔ اس عشق کی پاکیزگی نے انھیں قرآنی تعلیمات کی طرف راغب کیا۔ پھر انھوں نے قرآنی تعلیمات کو اپناتے ہوئے، عشق رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار ہو کر مرکزیت، آفاقیت، سچائی، خیر، حسن، نیکی، عظمت اور معراج کا پرچار کیا ہے۔ انھوں نے نعتیہ شاعری میں قرآنی موضوعات کو مختلف حوالوں سے استعمال کیا ہے۔ انھوں نے اپنی کئی کتابوں کے نام قرآنی حروف پر رکھے۔ ان کے ایک مجموعہ نعت "وہی یٰسین وہی طٰہٰ" کی قرآنی سورتوں کے نام سے خوب صورت ترکیب بنائی گئی۔ ایک مجموعہ نعت کا نام سورۃ کوثر کے نام سے "کوثریہ" رکھا گیا۔ "وسلموا تسلیما" میں شامل ایک نعت کا نام بھی قرآن کی سورۃ کے نام پر "یا ایھا المزمل" رکھا گیا۔ پہلے اور دوسرے مجموعے کا نام بھی سورۃ احزاب کی مشہور آیت نمبر ۵۶ سے ماخوذ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔[11]

---

[9] حفیظ تائب، صلوعلیہ وآلہ، (القمر انٹرپرائزز، لاہور، مئی ۲۰۰۴ء)، ص: ۷۸

[10] حفیظ تائب، صلواعلیہ وآلہ، (القمر انٹرپرائزز، لاہور، مئی ۲۰۰۴ء)، ص: ۴۹

پہلا نعتیہ مجموعہ، صلوا علیہ وآلہ ۱۹۷۸ء

دوسرا نعتیہ مجموعہ، وسلموا تسلیما ۱۹۹۰ء

حفیظ تائب کی قرآن مجید پر گہری نظر تھی۔ انھوں نے قرآنی آیات کا بھرپور مطالعہ کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتیں تخیلاتی قصے، کہانیوں سے مزین نہیں ہیں بل کہ حقائق سے آراستہ ہیں۔ انھوں نے اپنی نعتوں میں ایسا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا جس سے فن نعت کی روح کو نقصان پہنچا ہو۔ فن نعت کے تقاضوں کو نباہنے کے لیے انھوں نے قرآن مجید سے روشنی لی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ - وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ - [12]

کیا ان لوگوں نے خدا کی مخلوقات میں سے ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے دائیں بائیں لوٹتے رہتے ہیں، یعنی اللہ کے سامنے سجدے میں پڑے رہتے ہیں اور تمام جاندار جو آسمانوں اور زمین میں ہیں نیز فرشتے بھی اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔

ان آیات قرآنی سے پتا چلتا ہے کہ کائنات کی ہر شے اللہ عزوجل کے سامنے سر بہ سجود ہے اور اللہ عزوجل کے سوا ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جو سجدے کے لائق ہو۔ مگر مقام حیرت و تاسف ہے کہ بہت سے نعت گو شعرا نے قرآن مجید کی اس نص قطعی کو نظر انداز کرتے ہوئے غلو سے کام لیا ہے۔ پروفیسر عبداللہ شاہین نے اپنی معروف تصنیف "نعت گوئی اور اس کے آداب" میں اس حوالے سے درج ذیل شعری مثالیں پیش کی ہیں:

ے آپ کے کوچے میں ہو میرا گزر یا مصطفیٰ ﷺ
میری پیشانی ہو اور وہ سنگ در یا مصطفیٰ ﷺ

(طاہر فاروقی)

ے جبیں میری ہو سنگ در تمھارا یا رسول اللہ

[11] سورۃ الاحزاب ۳۳:۵۶

[12] سورۃ النحل ۱۶:۴۸

یہی ہے ایک جینے کا سہارا یا رسول اللہ

(قمر الدین انجم)[13]

درج بالا اشعار میں طاہر فاروقی اور قمر الدین انجم نے درج محررہ سورۃ النحل کی آیت کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔اس قرآنی آیت کے مطابق فرشتے بھی صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔مگر موصوف شعرانے یہ کہہ کر کہ :

ع میری پیشانی ہو اور وہ سنگِ در یا مصطفیٰ

ایسا تاثر پیش کیا ہے کہ آپ ﷺ کے حضور سجدے کے لیے جھکا جا سکتا ہے۔جب کہ حفیظ تائب نے اپنی نعتوں میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے۔انھوں نے اپنی نعتوں میں ایسا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا جو کہ نعت کو محبوبیت کے دائرہ سے نکال کر ربوبیت کی طرف لے جاتا ہے۔انھوں نے براہ راست اپنی نعتوں میں قرآنی آیات کا ترجمہ بھی شامل کیا ہے۔براہ راست مختلف قرآنی آیات سے استفادہ کر کے نہ صرف نعتیہ موضوعات میں اضافہ کیا ہے بل کہ فن نعت کی روح کو بالیدگی عطا کیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ [14]

"بے شک آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں"

اس آیت سے استفادہ کر کے حفیظ تائب یوں سخن سنج ہوئے:

ے خلق عظیم و اسوہ کامل حضور ﷺ کا
آداب زیست سارے جہاں کو سکھا گیا[15]

آپ ﷺ کے اخلاق کو قرآن مجید میں موضوع بنا کر اللہ تبارک تعالیٰ نے جگہ جگہ اس کی مثالیں پیش کی ہیں۔حفیظ تائب نے بھی آپ ﷺ کے اخلاق کو بیان کر کے نعتیہ موضوعات کو نہ صرف وسعت عطا کی ہے،بل کہ انھوں نے ان موضوعات سے کئی معنی خیز پہلو بھی اخذ کیے ہیں۔مثلاً "خلق عظیم" اس قرآنی ترکیب سے انھوں نے کیا خوب صورت شعر تخلیق کیا ہے:

---

[13] عبداللہ شاہین، پروفیسر، نعت گوئی اور اس کے آداب، (دار السلام، لاہور، س،ن۔م،) ص ۱۳۵

[14] سورۃ القلم ۶۸: ۰۴

[15] حفیظ تائب، صلو علیہ و آلہ، ص: ۶۲

؎ اس پیکر خلق عظیم کو تھی ملحوظ انساں کی بہبودی
منظور نہ تھی اعدا کی بھی خاطر شکنی، اللہ غنی[16]

قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اخلاق کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی گفتارِ عالیہ کو بھی موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ - إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ[17]

"آپ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں کہتے۔ وہی کہتے ہیں جو وحی آتی ہے ان پر۔"

حفیظ تائب نے اس قرآنی آیت کو موضوع بناتے ہوئے کیا خوب شعر کہا ہے:

؎ نبی ﷺ کے ہر سخن میں ہے جھلک وحی الہیٰ
کی
حدیث مصطفیٰ ﷺ پر مرحبا کہیے، بجا کہیے[18]

گویا کہ حفیظ تائب نے پوری قرآنی آیت کو بیان کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے گفتارِ عالیہ کو وحیِ الہیٰ قرار دیا ہے وہاں آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے کے آداب کو بھی سورۃ الحجرات اس طرح موضوع بنایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ -[19]

"اے اصحاب! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ ہی اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال اکارت جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔"

حفیظ تائب نے اس قرآنی آیت کو حوالے کے طور پر اس طرح موضوعِ سخن بنایا ہے:

؎ ذہن میں رکھ یہ آیہ لَا

---

[16] ان۔م، ص:۴۸

[17] سورۃ النجم ۵۳:۰۳

[18] حفیظ تائب، صلو علیہ وآلہ، ص ۶۲

[19] سورۃ الحجرات ۴۹:۰۲

تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

بات کر طبع پیغمبر کی نفاست دیکھ کر[20]

آپ ﷺ کے اخلاق، کردار اور گفتار کو بیان کرنے کے علاوہ قرآن مجید قدم قدم پر مشعلِ راہ بن کر آپ ﷺ کی راہنمائی بھی کرتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۔[21]

"اور آخرت آپ کے لیے حد درجہ بہتر ہے"

حفیظ تائب نے بھی اس قرآنی آیت کے مطابق ہر آنے والی گھڑی کو بہتر قرار دیا ہے:

ساعت ہر آنے والی ہے، بہتر تیرے لیے
تو کس لیے ملول یا ایھا الرسول[22]

گویا کہ حفیظ تائب ان قرآنی آیات کو صرف اپنی نعتوں کا حصہ نہیں بناتے بل کہ وہ ان قرآنی آیات کو اپنی روح میں اتارتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قرآنی حروف اور قرآنی تراکیب اور موضوعات ان کی نعتوں میں بوجھل پن کا احساس پیدا نہیں ہونے دیتے بل کہ ان سے ان کے اشعار نکھرتے ہیں اور ان کا شوق امڈتا ہے۔ بہ قول ڈاکٹر سید عبداللہ:

"حفیظ تائب کی نعت پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا وصاف ہے، جو حضور ﷺ کے روبرو کھڑا ہے، اس کی نگاہیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کی آواز احترام کی وجہ سے دھیمی ہے، مگر نہ ایسی کہ سنائی ہی نہ دے اور نہ ایسی اونچی کہ سوئے ادب کا گمان گزرے۔ شوق ہے کہ امڈ آتا ہے اور ادب ہے کہ سمٹا جارہا ہے" [23]

حفیظ تائب نے اپنی نعتوں میں مقام رسالت ﷺ کی تشریح و توضیح کے لیے درج ذیل قرآنی موضوعات کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ سورۃ الاحزاب میں آپ ﷺ کی نبوت کو واضح لفظوں میں بیان کر دیا گیا ہے:

وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔[24]

---

[20] حفیظ تائب، کوثریہ، (القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۳ء)، ص: ۸۴

[21] سورۃ الضحی ۹۳:۰۴

[22] حفیظ تائب، کوثریہ، ص: ۷۲

[23] سید عبداللہ، ڈاکٹر، تجزیہ، مشمولہ، صلو علیہ وآلہ، حفیظ تائب، ص: ۱۰

[24] سورۃ الاحزاب ۴۰:۵۶

"محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"

اس آیت کو حفیظ تائب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

لقب ہیں رحمت اللعالمین، ختم الرسل جن کے
انھیں لطف خدا کی انتہا کہیے، بجا کہیے

قرآن مجید میں جب واضح کر دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا پھر سورۃ حشر کی آیت نمبر ۲۵ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا - [25]

"اور جو کچھ رسول دے اسے لے لو اور جس سے روک دے تم کو رسول پس رک جاؤ، اس سے"

سر تسلیم خم کیجیے نبی ﷺ کے حکم پر تائب
نبی ﷺ کے نام پر صلے علیٰ کہیے، بجا کہیے[26]

مقامِ رسالت کی مزید توضیح کے لیے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [27]

"یقیناً رسول اللہ کی ذات بہترین نمونہ ہے"۔

حفیظ تائب قرآنی آیت کے اس موضوع کو اپنے اشعار میں اس طرح آراستہ کرتے ہیں۔

ایک معیار مجلا خاک سے افلاک تک
اعتبار آب و گل ذات رسول ﷺ ہاشمی[28]

جس طرح آپ ﷺ کی ذات بہترین اسوہ ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کا دین، اسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین دین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[25] سورۃ الحشر ۵۹، ۰۸

[26] حفیظ تائب، صلو علیہ و آلہ، ص: ۷۹

[27] سورۃ الاحزاب ۴۰: ۲۱

[28] حفیظ تائب، صلو علیہ و آلہ، ص: ۸۲

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾[29]

''بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔''

اور آپ ﷺ نے اسی دین کی تعلیمات کا پرچار کیا ہے۔

ے دین اس کا ہے دستور، کتاب اس کی ہے منشور
وہ نور فلاح بشریت کے لیے ہے[30]

قرآن مجید میں مزید بیان ہوتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۔[31]

''آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

حفیظ تائب قرآن مجید کا مطالعہ ایک زندہ کتاب کی طرح کرتے تھے اور قرآنی تعلیمات میں ڈوب کر نعتیں کہتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی تشبیہات اور استعارات میں بھی قرآنی موضوعات ملتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے نام لے کر آپ ﷺ کو کہیں مخاطب نہیں فرمایا۔ یہ اعزاز مرتبہ محمدی ﷺ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حفیظ تائب نے اس قرآنی روش کو بہ خوبی نباہیا ہے۔ چند مثالیں بہ طور مشت نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں:

ے عیاں ہیں دن کی طرح سب صفات ختم رسل
کھلی کتاب ہے گویا حیات ختم رسل[32]

ے اعتبار نطق ہے گفتار خیر الانبیاء
نو بہار خلق ہے کردار خیر الانبیاء[33]

ے قائد مرسلین تمھی، ہادی آخریں تمھی

---

[29] آل عمران ۳: ۱۹

[30] حفیظ تائب، وسلموا تسلیما، ص: ۹۷

[31] سورۃ الانبیاء ۲۱: ۱۰۷

[32] حفیظ تائب، وسلموا تسلیما ص ۹۲

[33] ن۔م، ص: ۱۵۴

رحمت العالمین تمھی، مصدر التفات ہو[34]

ے والضحیٰ روے منور ہے تو واللیل ہے زلف
ان کے فیضان سے ہیں صبح و مسا کے جلوے[35]

ے دو عالم جن کے جلووں کی ضیا پاشی سے روشن ہیں
انھیں شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ کہیے، بجا کہیے [36]

ان اشعار میں حفیظ تائب نے آپ ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کو مخاطب نہیں کیا بل کہ آپ ﷺ کے اعزاز و مرتبہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ختم رسل، خیر الانبیا اور قائدِ مرسلین، جیسے عظیم قرآنی کلمات سے پکارا ہے۔ مزید یہ کہ تشبیہات و استعارات میں قرآنی موضوعات استعمال کر کے حفیظ تائب نے نعت میں مبالغے سے احتراز کیا ہے۔ انھوں نے ردیفوں میں بھی قرآنی موضوعات کے مطابق قرآنی کلمات استعمال کیے ہیں۔ جس سے ان کے لب و لہجہ کی دل کشی بڑھ جاتی ہے۔

ے کھلا ہے باب حرم الحمد اللہ
کرم ہے دم بہ دم الحمد اللہ

ے نور نبی ﷺ ہے نظارہ گستر اللہ اکبر
گلشن بہ گلشن، منظر بہ منظر اللہ اکبر

ے جلوہ فطرت، چشمہ رحمت، سیرت اطہر ماشاء اللہ
حسن مکمل، فیض مسلسل، خیر سراسر ماشاء اللہ

37

---

[34] ن۔م، ص: ۱۵۸

[35] ن۔م، ص: ۷۳

[36] ن۔م، ص: ۷۹

حفیظ تائب نے اپنی نعتیہ شاعری کی معنویت میں گہرائی اور رعنائی پیدا کرنے کے لیے قرآنی الفاظ و تراکیب کو بہ طور رموز و علائم کے بھی استعمال کیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

جسے خالقِ عالمیں نے پکارا سراجاً منیرا ؎
وہ حسن ہویدا، وہی نور سراپا سراجاً منیرا
ہدایت کا ایک جگمگاتا سویرا جو ہمراہ لایا
جگر جس نے ظلمات دوراں کا چیرا سراجاً منیرا
وہ جس کے قدم سے بہاروں کے چشمے زمانے
میں پھوٹے
ہوا جس کے دم سے جہاں میں اجالا سراجاً
منیرا[38]

ان اشعار میں سراجاً منیرا، نور سراپا، ہدایت کا جگمگاتا سویرا اور بہاروں کے چشمے، کو بہ طور علامتی اظہار کے استعمال کیا گیا ہے۔ ان علامتوں سے آپ ﷺ کی شخصیت مبارکہ کے روشن پہلو واضح ہوتے ہیں اور وہ تمام مناظر آنکھوں میں کھنچ جاتے ہیں کہ کیسے آپ ﷺ کی آمد سے ظلمات دوراں کا جگر تار تار ہو جاتا ہے۔ گویا کہ حفیظ تائب نے قرآنی لفظیات، قرآنی تشبیہات اور قرآنی علامات سے نعتیہ شاعری کو موضوعاتی وسعت اور پاکیزگی عطا کی ہے۔ انھوں نے اردو لفظوں کے درمیان قرآنی تراکیب کے رچاؤ سے نعتیہ شاعری کو نئے ذائقے اور نئے لب و لہجے سے بھی ہم کنار کیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

یہ حریصٌ علیکم کی تفسیر ہے ؎
مفلسوں بیکسوں کے نصیر آپ ﷺ ہے[39]
حق لا مکاں میں اس کی ثنا کا تائب طلب گار ؎

[37] حفیظ تائب، صلو علیہ و آلہ، ص: ۵۷
[38] حفیظ تائب، کوثریہ، (القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۳ء)، ص: ۷۰
[39] حفیظ تائب، صلو علیہ و آلہ، ص: ۶۹

تھا اُذُنِ مِنِّی فرمان داور اللہ اکبر[40]

ہے مظہر آیہ لَا تَرفَعُوا کا زائر حضرت

عقیدت کی ہے صورت گنبد خضرا کے سائے

میں[41]

قرآن مجید میں بعض مضامین کو بار بار ادا کیا گیا ہے مگر ہر مرتبہ نیا پیرائیہ اظہار ملتا ہے، ہر لفظ اپنی جگہ نگینہ جڑا نظر آتا ہے۔ جس سے موضوعاتی تنوع کے ساتھ ساتھ ہئیتی بو قلمونی بھی ملتی ہے۔ اس قرآنی لب و لہجے سے متاثر ہو کر حفیظ تائب نے نعتیہ شاعری کو فنی لحاظ سے حیرت انگیز ترقی دی ہے۔ انھوں نے قرآنی سورت الکوثر کی تقلید میں اردو نعتیہ شاعری کو سب سے منفرد سہ مصرعی نظم ''کوثریہ'' کا ایک نیا ہئیتی تجربہ عطا کیا ہے جو کہ اس سے پہلے نعتیہ شاعری میں نہیں ملتا۔ یہ ان کی ذاتی اختراع ہے۔ اپنی سہ مصرعی نظم کوثریہ کے بارے میں حفیظ تائب خود رقم طراز ہیں کہ :

> ''سہ مصرعی نظم پاروں کو کچھ اختلافات کے ساتھ ثلاثی، ہائیکو اور ماہیا کہا گیا ہے، مگر میں نے ان نعتیہ سہ مصرعی نظام پاروں کو ''سورہ کوثر'' کے تتبع میں تینوں ہم قافیہ اور ہم وزن مصرعوں کی صورت دے کر ''کوثریہ'' نام دیا ہے۔'' [42]

حفیظ تائب نے سورۃ الکوثر کے تتبع میں تینوں مصرعے مقفیٰ و مردف رکھ کر اسے سہ مصرعی نظم کوثریہ کا نام دیا اور اسی مناسبت سے انھوں نے اپنے نعتیہ مجموعے کا نام ''کوثریہ'' رکھا ہے۔ کم و بیش ۱۴۱ سہ مصرعی نظمیں کوثریہ اس مجموعے میں شامل ہیں۔ کوثریہ کی مناسبت سے ہی معروف نقاد سید ابوالخیر کشفی نے انھیں کوثری نغموں والا کہا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

> ''ثنائے رب العالمین اور نعت صاحب کوثر ﷺ کے لیے ہمارے شعراء ہائیکو کو استعمال کر رہے تھے، مگر یہ شرف حفیظ تائب کے لیے مقدر

[40] ن۔م، ص: ۵۲

[41] حفیظ تائب، کوثریہ، ص: ۶۴

[42] حفیظ تائب، کوثریہ، (القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۳ء)ص: ۸۸

ہو چکا تھا کہ وہ سورۃ کوثر کے جاوداں اور بانی آہنگ کی بنا پر اردو میں ہائیکو
کی تمام روایت کو ایک نیا رخ عطا کر کے نئی صنف ایجاد کریں۔ تینوں
مصرعوں کی رمزیت اور اختصار اسی صورت میں ابھر سکتا ہے جب زبان
وبیان کے امکانات شاعر کے دائرہ اختیار میں ہوں۔"[43]

حفیظ تائب کی کوثریہ اردو شعر وادب میں موجود معروف سہ مصرعی نظم ثلاثی سے مختلف ہے۔ حمایت علی شاعر ثلاثی کے معروف شاعر ہیں۔ ثلاثی کا پہلا اور تیسرا مصرع مقفیٰ ومردف ہوتا ہے۔ حمایت علی شاعر کے معروف ثلاثی ملاحظہ فرمائیں:

ے ہر موج بحر میں کئی طوفان ہیں مشتعل
پھر بھی رواں ہوں ساحل بے نام کی طرف
لفظوں کی کشتیوں میں سجائے متاع دل

جب کہ حفیظ تائب سورۃ کوثر کی تقلید کرتے ہوئے اپنی سہ مصرعی نظم کوثریہ کے تینوں مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف استعمال کرتے ہیں۔

ے اشک کو مطلع اظہار بنایا جائے
حال دل رحمت عالم کو سنایا جائے
بوجھ اس طور طبیعت سے ہٹایا جائے[44]

ثلاثی کے علاوہ حفیظ تائب کی کوثریہ ہیئتی لحاظ سے ہائیکو سے بھی مختلف ہے۔ کوثریہ کا فرق ہائیکو سے واضح کرنے کے لیے ہائیکو کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ے اس ﷺ کا نام لکھوں
جس کے نام کی برکت ہی
زندہ رکھتی ہے

---

[43] ابوالخیر کشفی، سید، ڈاکٹر، کوثری نغموں والا، مشمولہ کوثریہ، ص:۱۸

[44] حفیظ تائب، کوثریہ، ص ۱۱۳

(سلیم کوثر)

؎ صرف مدینے میں
اور کہاں پر اگتے ہیں
سورج سینے میں

(صبیح رحمانی)

؎ ہر ذرہ تارہ
کاہکشاں سے بڑھ کر ہے
طیبہ کا رستہ

(محسن بھوپالی)[45]

ہائیکو کی ان مثالوں سے پتا چلتا ہے کہ ہائیکو کے تینوں مصرعوں کی ترتیب کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ یہ مصرعے قافیہ اور ردیف کی پابندی سے بھی مبرا ہیں۔ جب کہ حفیظ تائب کی کوثریہ قرآن مجید کی سورت کوثر کے مطابق قافیہ اور ردیف کی پابندی سے جکڑی ہوئی ہے۔ حفیظ تائب کی کوثریہ کی انفرادیت ہی قافیہ وردیف ہیں اس کے تینوں مصرعے قافیہ وردیف کی پابندی سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ ان کا یہ ہئیتی تجربہ ایک بھرپور اور منفرد فنی تجربہ ہے۔ یہ اختصار، تاثر، جامعیت، دلکشی، غنایت، فن کی سچائی اور جذبے کا خلوص ایسے تمام فنی محاسن سے مزین ہیں اور ثلاثی، ہائیکو، مائیا دیگر تمام سہ مصرعی اصناف سخن سے الگ اپنی پہچان رکھتا ہے۔ یہ تخلیقی تجربہ اردو نعتیہ شاعری میں ایک گراں بہا اضافہ ہے۔ اس کی چند مثالیں بہ طور مشت نمونہ از خروارے نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

؎ خیرِ کثیر اعزازِ پیمبر ﷺ
فرماتا ہے معطیِ اکبر
إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

؎ جلوۂ الکتاب دیکھا ہے

[45] عزیز احسن، ڈاکٹر، پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، (نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۴ء،) ص: ۲۲۶۔

روئے رحمت مآب دیکھا
کس زمانے کا خواب دیکھا ہے[46]

یہ گراں بہا، منفرد اور دلکش سہ مصرعی نظم کوثریہ حفیظ تائب نے براہ راست قرآن میں موجود سورت الکوثر کو بہ طور مثال ٹھہرا کے اختراع کی ہے۔ یہ نظم ان کے فن کا وہ اوج کمال ہے جو کہ انھوں نے قرآنی موضوعات سے متاثر ہو کر حاصل کیا ہے۔ حفیظ تائب نے یہ سارا کمال عشق رسول ﷺ سے حاصل کیا ہے۔ اسی عشق کی بہ دولت انھوں نے نعت میں قرآنی موضوعات کو ترجیح دی ہے اور پھر ان قرآنی حوالوں کی وجہ سے انھوں نے نعت گوئی میں وہ مقام و مرتبہ حاصل کیا جو انھیں اپنے معاصرین سے منفرد و ممتاز رکھتا ہے۔ معروف اسکالر، دانش ور اور ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور جناب احمد جاوید کوثریہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ:

> "تائب صاحب ماشاء اللہ اپنی ذات میں ایک دبستان ہیں۔ یہ ایک مستقل روایت کے بانی ہیں۔ جس سے وابستہ ہوئے بغیر آج اور ان شاء اللہ آیندہ بھی نعت گوئی کے میدان میں کوئی بامعنی پیش رفت نہیں ہو سکتی۔ بلاشبہ ہم لوگ اس بات پر فخر محسوس کر سکتے ہیں کہ ہم نے تائب صاحب کو پڑھا ہے، انھیں دیکھا ہے۔ نعت گوئی کیسی ہوتی ہے؟ یہ دیکھنا ہو تو تائب صاحب کا کوئی مجموعہ کھول لیں۔ اور نعت گو کو کیسا ہونا چاہیے؟ یہ جاننا ہو تو انھیں دیکھ لیں۔"

نعتیہ حوالے سے نہ ان کی شخصیت رسمی تھی اور نہ ان کی نعتیں رسمی ہیں۔ انھوں نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر نعتیں کہی ہیں اور اپنے فن کو بلندیوں تک پہنچانے کے لیے انھوں نے قرآنی تعلیمات اور قرآنی الفاظ و تراکیب اور موضوعات کا سہارا لیا ہے۔

اُن کی نعتوں میں قرآن کی روح جلوہ گر ہے۔ قرآنی الفاظ و تراکیب اور قرآنی تعلیمات کی وجہ سے ہی ان کی نعتوں کی علمی و ادبی سطح اُبھرتی ہے۔

---

[46] حفیظ تائب، کوثریہ، ص ۱۱۴۔

خلاصہ

قرآن مجید انسان کو مکمل ہدایت اور راہنمائی عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید کے موضوعات کائنات اور انسان سے متعلق ہیں۔ ہجرت کے بعد کفار شعرا نے حضرت محمد ﷺ کے خلاف دشنام طرازیاں شروع کیں، جس کے جواب میں نعت گو شعرا کا باقاعدہ دبستان قائم ہوا۔ مگر حضور ﷺ کے دور میں بعض شعرا صرف خیالی باتیں کرتے تھے، بے عملی کا شکار تھے اس لیے قرآن کریم میں ان کی مذمت کی گئی مگر استثنائی صورت میں ان شعرا کا ذکر فرمایا جو ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں، مزید قرآن میں یہ فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں حفیظ تائب نے نعت گوئی کے ذریعے اس احسن فریضہ کو انجام دیا۔ انھوں نے غزل کا میدان ترک کر کے نعت میں قرآنی موضوعات کے ذریعے اپنے دور میں لسانی جہاد کا کام کیا ہے۔ قرآن مجید میں جس مضمون کو بھی ادا کیا گیا ہے اس کے لیے موزوں ترین الفاظ اور مناسب ترین انداز بیان اپنایا گیا ہے۔ بعض مضامین کو بار بار مگر ہر مرتبہ نئے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر لفظ اپنی جگہ نگینہ جڑا ہوا نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ حفیظ تائب نے قافیہ، ردیف، تشبیہات واستعارات اور علائم و رموز مختلف حوالوں سے نعتیہ شاعری میں قرآنی الفاظ و تراکیب کا رچاؤ کیا ہے۔ انھوں نے قرآنی حوالوں کے ذریعے نعتیہ موضوعات کو وسعت عطا کی ہے۔ اس کے لب و لہجے میں اضافہ کیا ہے۔ انھوں نے قرآنی سورۃ الکوثر کے تتبع میں نعتیہ شاعری کو نت نئے ہئیتی تجربات کیے ہیں۔ سہ مصرعی نظم کوثریہ کی اختراع سے انھوں نے نعتیہ شاعری میں گراں بہا اضافہ کیا ہے۔ حفیظ تائب نے قرآن کا گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتوں میں قرآن کی روح جلوہ گر ہے۔ قرآنی موضوعات کی وجہ سے ہی ان کی نعتوں کی علمی و ادبی سطح اُبھرتی ہے۔